بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اقوامِ عالم کے سلام
اور
طریقِ استقبال

جب بھی دو آشنا یا نا آشنا ملاقات کرتے ہیں تو ایک دوسرے کے تئیں اپنی عقیدت وجذبۂ احترام کا اظہار دو طرح سے کرتے ہیں :

(۱)۔کچھ مخصوص جسمانی حرکات وسکنات (gestures) کے ذریعے، جیسے گلے ملنا، گال سے گال ملانا، ایک دوسرے کو چومنا، ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانہ، سر ہلا کر اشارہ کرنا، ہاتھ کو ہوا میں wave کرنا، نمستے یعنی ہاتھ جوڑنا، باہم مصافحہ یعنی ہینڈشیک کرنا یا کورنش یعنی جھک کر تعظیم کرنا وغیرہ۔

(۲)۔ان حرکات وسکنات کے علاوہ زبان سے بھی کچھ خاص قسم کے جملے یا الفاظ بولے جاتے ہیں ۔جن کو عربی میں تحیّۃ ، اردو میں سلام ، ہندی میں پرنام اور انگریزی میں Greetings کہا جاتا ہے۔

ہر قوم اور ہر ملک کا اپنا ایک الگ طریقۂ استقبال اور ایک الگ سلام ہوتا ہے۔البتہ جدید مغربی تہذیب کے زیر اثر استقبال اور سلام کی قدیم اقسام اور طریقوں میں خاصا تغیّر وتبدل آ گیا ہے۔نتیجہ یہ کہ اب ان میں سے بہت ساری باتیں داستانِ پارینہ کی طرح صرف تاریخ کی کتابوں میں ہی نظر آتی ہیں۔اس کے باوجود یہ موضوع اب بھی اپنی جگہ نہایت دلچسپ ،معلوماتی اور معنی خیز ہے۔معنی خیز اس لئے کہ انسانی زندگی کا ایک اہم جز ہونے کی وجہ سے اسلام نے اس کو بھی اپنے انقلابی مشن کا ایک

اہم حصہ بنالیا ہے۔اوراس حوالے سے بھی عالم انسانی کو بہت ساری عمدہ باتیں سکھلائی ہیں۔آ ئیے آج اسی موضوع کوزیر بحث لائیں اوراپنی معلومات میں اضافہ کریں۔

تبت کے لوگ اپنی زبان کو باہر نکال کرایک دوسرے کا استقبال کرتے تھے۔ایسا کرنے کے پیچھے ایک کہانی ہے وہ یہ کہ نویں صدی میں تبت کا کوئی راجہ تھا۔جوسخت ظالم وسفّاک تھا۔ سیاہ کاریوں اور گناہوں کی کثرت نے اسکی زبان کارنگ ہی بدل دیا تھا۔وہ ایک دم سیاہ ہوگئی تھی۔راجہ کے مرنے کے بعدلوگ اپنی پارسائی یابے گناہی جتانے کے لئے اپنی زبان باہرنکالتے تھے۔وقت گزرنے کے ساتھ یہ بات ان کے طریق استقبال کا جزولازم بن گئی۔

ملیشیا میں ملاقات کرنے والا سامنے والےکو Mav ke Mara? کہتاہے۔جس کے معنی ہیں : آپ کدھرتشریف لے جارہے ہیں۔حالانکہ اصل میں یہ کوئی سوال نہیں ہوتا کیوں کہ اس کامہذبانہ جواب فقط اس قدر ہوتا ہے کہ ”بس یوں ہی سیر کے لئے،یاپھرکسی کام کے لئے جارہے ہیں۔“

فلپائین میں ملاقات کے وقت بزرگوں کی انگلیوں کے knuckles کو یا پھر ہاتھ کی پشت کو ماتھے سے مس کیا جاتا ہے۔اس طرز استقبال واحترام کو Mano کہاجاتا ہے۔

تھائی لینڈ میں سلام کا طریقہ کچھ کچھ ہندوستانی نمستے کی طرح ہے۔دونوں ہاتھ جوڑکرہتھیلیوں کواس طرح اکٹھا کیا جاتا ہے۔کہ انگوٹھےٹھڈی کو اورانگلیاں سراور ماتھےکو touch کرتے ہیں۔

اسکیموقوم ملاقات کے وقت ایک خاص طرح کا kiss کرتے ہیں۔جس کوان کے یہاں kunik کہاجاتا ہے۔اس میں ناک اور ہونٹوں کو سامنے والے کی گال یاماتھے کے ساتھ ملاکرسانس کو اندر کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

ساؤتھ افریقہ کےلوگ ملاقات کے وقت تالی بجاتے ہیں۔

نیوزی لینڈ کا قبیلہ عام ملاقاتوں میں کبھی کبھارمگرخاص مہمانوں کی ملاقات کے وقت لازماً یہ عمل دوہراتا ہے ۔میزبان مہمان کی ناک کے ساتھ اپنی ناک اورمہما ن کے ماتھے کے ساتھ اپناماتھارگڑتا ہے۔استقبال کے اس طریق کو Hongi کہاجاتا ہے۔

مارشل آئی لینڈ (Micronesia) کے لوگ اپنی بھنویں raise کر کے ایک دوسرے کا استقبال کرتے ہیں۔

چین۔ یہاں بزرگوں کے سامنے جھک کر اور ماتھا زمین پر رکھ کر ان کا احترام اور استقبال کیا جاتا ہے۔اس طرح کے سلام کو kowtowing کہتے ہیں۔

امریکہ میں موٹر سائکل چلانے والے گروہ نے سلام کا ایک نیا طریقہ نکالا ہے۔ یہ لوگ اپنی بندھ مٹھیاں آپس میں ٹکرا کر باہم استقبال کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ 1940AD سے رائج ہوا ہے۔

نارتھ امریکہ میں لوگ ملاقات کے وقت آپس میں گلے ملتے ہیں، ہاتھ ملاتے ہیں یا خالی Hello سے کام چلاتے ہیں۔

زیمبیا کے نارتھ ویسٹ کے لوگ تالی بجا کر اور انگوٹھوں کو squeeze کر کے ایک دوسرے کا استقبال کرتے ہیں۔

ملیشیا میں ہتھیلیاں اور انگلیاں سامنے والے آدمی کی ہتھیلیوں اور انگلیوں سے ملا کر سینے پر تبرکاً ملی جاتی ہیں۔اس کو salame gesture کہا جاتا ہے۔

Niger کے Kanouri قبیلے والے لوگ اپنی بند مٹھی سر تک بلند کرتے ہیں اور کہتے ہیں : Wooshy (Hello!), Wooshy (Hello!)۔ جبکہ Nive قبیلے والے لوگ اپنی قومی زبان میں "Love be with you" کہتے ہیں۔

فرانس میں گالوں کو باقاعدہ آپس میں مس کر کے قربت اور محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔اس کو گالوں کا بوسہ (fairela-bise) کہا جاتا ہے۔

جاپان میں مرد ہاتھ ملاتے وقت ایک دوسرے کے سامنے خاصا جھک جاتا ہے۔عقیدت و احترام کی شدت جھکاؤ کے angle سے ظاہر ہوتی ہے۔ جتنا زیادہ جھکاؤ ہوگا اتنا ہی والہانہ استقبال تصور کیا جائے گا۔عورتیں سامنے والے سے ہاتھ نہیں ملاتیں۔ وہ اپنے ہاتھ thighs پر رکھ کر جھک کر سلام کرتی ہیں۔

پالی نیسیہ کے جزائر (Polynesian Islands) میں ملاقات کے موقعہ پر گال کو گال کے ساتھ دبا کر لمبے لمبے سانس لئے جاتے ہیں۔اس کو Tuvalu کہا جاتا ہے۔

بوٹسوانہ (Botswana) میں دایاں بازو پھیلا کر اور پھر اس کو کہنی کے پاس بائیں ہاتھ کا سہارا دے کر سامنے والے سے ہاتھ ملایا جاتا ہے۔ اور زبان سے Lal Kal یعنی *How are*

you? کہاجاتا ہے۔

کینیا کے Masai قبیلے کے لوگ اپنے مہمانوں کا استقبال ناچ ناچ کر اوراُچھل اُچھل کر کرتے ہیں۔

Georgia کے مقامی سلام کالفظی ترجمہ ہے: ''آپ کامیاب ہوجائیں''۔

Jamaica والوں کا سلام "Waapun" ہے جس کالفظی ترجمہ ہے ''کیا ہورہا ہے؟''

Northern Malawi لوگ ہاتھ ملاتے وقت Mwauka uli? کہتے ہیں۔یعنی *How did you wake up?* جس کا جواب ہوتا ہے۔Lauda makora یعنی *We woke up well*۔یہاں لفظ *"We"* جمع کے لئے نہیں بلکہ تکریم کے لئے ہے۔

منگولیا میں مروج سلاموں کا ترجمہ یہ ہے

Hi! How are you? How is your livestock?

How is the living?

How are the family members?

دیہاتی لوگ آپس میں نسوار کی شیشیوں کی ادلا بدلی کرتے ہیں۔پہلے زمانہ میں *pipes* کا تبادلہ ہوتا تھا۔لیکن اب باہم زیادہ تر *gestures* کا ہی اظہار ہوتا ہے۔جیسے مصافحہ، مسکراہٹ، معانقہ، ایک دوسرے کی پیٹھ تھپتھپانا۔عورتیں kiss کرتی ہیں، جو اکثر ہوائی یعنی *flying* kiss ہوتی ہیں۔قمری سال کے پہلے دن بزرگ لوگ چھوٹوں کے گالوں پر بوسہ دیتے ہیں۔

تائیوان۔بہت سال پہلے تائیوان والوں کا سلام *"Have you eaten?"* ہوتا تھا۔لیکن اب ایسا نہیں کہتے۔اس کی جگہ "Nihao" or "Nihaoma" کہہ دیتے ہیں۔یعنی *How are you?* اس طرح کا خطاب عموماً اجنبیوں سے ہوتا ہے۔

اٹلی۔یہاں دولفظ بطور سلام استعمال ہوتے ہیں:۔

ciao (تلفظ chow) یعنی *(hi! hello! also means goodbye!)*

دوسرالفظ salve *(sahl-veh)* ہے یعنی *(hi! hello! goodbye!)*۔

یہ عموماً ان لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جنکے ساتھ تعلقات زیادہ استوار نہ ہوں۔

Buongiorno *(bwohn jor-noh)* یہ اٹلین لفظ "buono" *(good)* سے اور "giono" (دن) سے ہے۔یہ *goodbye* کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

صبح کا سلام ۔ buongiorno *(good morning/good day)*

دوپہر کا سلام۔ buon pomeriggo *(good afternoon)*

شام(چار بجے بعد کا) سلام۔ buonasera *(bwoh-nah seh-rah)*

فون پر ہیلو ! Pronto *(ready?)*

ماہنامہ ''اشاعت الحق'' سرینگر نے اپنے ستمبر 1976 کے شمارے میں سنسکرت اور عبرانی کے بین الاقوامی شہرت یافتہ اسکالر علامہ مولانا عبدالحق ودیارتھی علیہ الرحمۃ کا ایک نہایت فاضلانہ اور معلومات سے بھرپور مضمون بنام ''دُنیا کی مختلف قوموں کے سلام'' شائع کیا تھا۔اسی تحقیقی مقالہ کا یہ خصوصی اقتباس ملاحظہ فرمائیں :

''ہندودھرم ایک قدیم مذہب ہے۔اس لئے مناسب یہی ہے کہ ہم اپنی تحقیق کا آغاز یہیں سے کریں۔ہمارے ہندو بھائی جب ایک دوسرے سے ملاقی ہوتے ہیں تو تبادلہ سلام یوں ہوتا ہے : ''جے رام جی کی ''، ''جے سیتارام ''،''جے رادھے شام ''،''جے مرلی والے کی''۔عام طور پر 'نمستے' یا 'نمستے مہاراج' پر ہی اکتفا ہوتی ہے۔زبان سے سلام کے ساتھ ساتھ ہاتھ جوڑ کر پرنام کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔اب ان باتوں کا الگ الگ تجزیہ کیا جاتا ہے۔

ہندوؤں کا ایکدوسرے کے سامنے ہاتھ جوڑنا ایک مؤدبانہ اور مؤثر طریقہ خیال کیا جاتا ہے۔اور بعض اوقات اس کی تعریف بھی کی جاتی ہے۔لیکن جب ہم ہندو شاستروں کو پڑھتے ہیں تو حقیقت حال بالکل بدل جاتی ہے۔کیونکہ ہندوؤں کے ہاں ذاتوں کے اختلاف کی بنا پر سلاموں میں بھی اختلاف رہا ہے۔دھرم شاستر کی رو سے ایک برہمن کا سلام یہ ہے۔کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر دوسرے لوگوں کو دُعا دے۔کھشتری کو حکم ہے کہ وہ سلام کرتے وقت اپنا ہاتھ چھاتی تک اُٹھا کر تعظیم دے۔ویشہ کو کمر تک ہاتھ اُٹھا کر تسلیم بجالانا ہے۔اب رہے شودر سوان کو حکم ہے کہ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر جھک کر کورنش کریں (دیکھو آپستمبھ شرؤت سوتر پرشن ایٹل ۔کھنڈ۔ا۔سوتر ۱۶ و ۱۷)۔گویا اس زمانے میں سب ہندوؤں کا سلام شودر سلام ہو گیا ہے۔یہ تبدیلی کیوں ہوئی کب ہوئی بتانا مشکل ہے۔

اب الفاظ کو لیا جاتا ہے۔''جے رام جی کی''،''جے سیتارام'' کہہ کر ایک ہندو کیا تاثر دینا چاہتا ہے؟ راجہ رام چندر جی مہاراج آج سے ۳۰۰۰ برس قبل گذرے ہیں ۔سیتا جی ان کی بیوی تھیں،جن کو راون دھوکا دے کر زبردستی اُٹھا کر لے گیا۔لڑ بھڑ کر، بے حد خون خرابے اور قتل وغارت کے بعد رام جی اسے واپس لے آئے۔لیکن کچھ دنوں کے بعد بغیر کسی قصور کے سیتا کو گھر سے نکال باہر کیا۔یہ ہے رامؔ اور سیتاؔ کی مختصر داستان۔ظاہر ہے کہ آج ایک ہندو کا دوسرے ہندو کو ''جے رام جی کی'' یا ''جے سیتارام'' یعنی رام جی کی فتح ہو کہنا کچھ عجیب لگتا ہے۔کیونکہ ۳۰۰۰ سال پہلے کے فوت شدہ راجہ کی آج فتح چاہنا کیا معنی رکھ سکتا ہے۔یا پھر ہو سکتا ہے کہ ''جے رام جی کی'' وغیرہ کہہ کر ایک ہندو دوسرے ہندو کو راجہ رام چندر جی کی زندگی کے واقعات یاد دلانا چاہتا ہے۔گویا یہ سلام پولٹیکل نوعیت کا ہوا۔

اسی طرح رادھا جناب سری کرشن جی مہاراج کی محبوبہ تھی۔مشہور ہندو ویدھ جس کو مہا بھارت کہا جاتا ہے شری کرشن جی کے ایما پر ہی لڑا گیا۔کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عین لڑائی کے میدان میں ارجن یہ کہہ کر کہ اس کا مدمقابل بھی اس کا اپنا ہی خون اور قبیلہ ہے جنگ سے انکار کر دیتا ہے۔اس وقت آپ نے ارجن کو یہ اُپدیش دیا کہ کھشتری کا دھرم جنگ کرنا ہے۔اور بغیر جنگ کے اس کی نجات نہیں ہو سکتی۔چنانچہ اس جنگ میں اسقدر خونریزی ہوئی کہ صدہا کنوئیں صرف مقتولوں کے بالوں سے بھر گئے۔پس ''جے رادھے شام'' وغیرہ یہ کوئی پُرمعنی سلام نہیں۔اب رہا 'نمستے' یا ''نمستے مہاراج'' اس کا تو بہت ہی برا حال ہے۔مشہور ہندو وِدوان سوامی رام چندر صاحب کا فرمانا ہے کہ اس کے معنی جھکنا بھی ہیں۔اور ڈنڈا مارنا بھی۔کیونکہ ویدوں میں 'نمستے' گایوں کے کھروں اور سانپوں وغیرہ کے لئے بھی پکارا گیا ہے۔اور سانپ کو 'نمستے' سوائے ڈنڈا مارنے کے اور کیا ہو سکتی ہے۔پس یہ سلام بڑا خطرناک ذومعنی سلام ہے۔''

(ماہنامہ اشاعت الحق۔ستمبر ۱۹۷۶ء۔ص ۱۷ تا ۱۸)

آج کل ہندو لوگ ٹی وی وغیرہ پر جس سلام کو بڑھاوا دے رہے ہیں وہ فقط اس قدر ہے : 'رام رام' ؛ 'سیا رام' ؛ 'رادھے رادھے' ؛ 'رادھے شیام رادھے شیام'۔

علامہ مولانا عبدالحق ودیارتھی مرحوم کے عالمانہ مقالے کا یہ اقتباس بھی بڑا دلچسپ اور معلوماتی ہے :۔

''اب ہندوستان سے برما چلیں۔یہاں بدھ اور چینی لوگ زیادہ ہیں۔ان کا سلام (Troslam) 'زوشام' ہے اچھی صبح یا مبارک صبح۔اور شام کا سلام ''زوتاؤ'' مبارک شب۔جاپان کے لوگ صبح کو ''اوہایو'' معزز صبح اور دن کو ''کونی چیوا'' مبارک آج اور شام کو 'اویا سومنسی' شب بخیر کہتے ہیں۔انگلینڈ،امریکہ وغیرہ ممالک میں گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ، گڈ نائٹ How do you do دونوں طرف سے کہا جاتا ہے۔یونان والے (chesre) 'خوش رہو' بولتے ہیں۔رومن سلام (saluay) صحت مند رہو! بولا جاتا ہے۔کانگو کے حبشی 'اوکاذِ کیسے ہو؟' بولتے ہیں۔ایرانیوں کا پُرانا سلام 'زی ہزار سال' ہزار سال جیو۔فرانس والوں کا سلام (vous portezvous) 'تم اپنے آپ کو کیسے چلاتے ہو؟'' ہے۔جرمن سلام یوں ہے (wie befinden sie sich) 'تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو۔۔۔''

(ماہنامہ اشاعت الحق۔ستمبر ۱۹۷۶ء۔ص ۱۸)

اسلامی سلام اور اس کی خصوصیت

اسلام کے جملہ ارکان وعقائد کی طرح اسکا 'سلام' بھی ایک غیر معمولی خصوصیت اور ندرت کا حامل ہے۔اس کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا حکم قرآن شریف میں موجود ہے۔انجیل،تورات،وید، بدھوں کی کتاب اور ژندا وستا وغیرہ میں اس قسم کا کوئی حکم موجود نہیں۔ظاہر ہے کہ اُن کے سب سلام لوگوں کے خود تراشیدہ ہیں۔دُنیا کے تمام سلاموں کے برعکس اسلامی سلام ''السلام علیکم'' ایک معنی خیز جامع دُعا ہے۔دیگر قوموں کی

سلاموں کی طرح اس میں وقت یا زمانہ کی کوئی قید نہیں۔"السلام علیکم" کہنے والا سامنے والے کو یہی دُعا دیتا ہے کہ آپ اور آپ سے جڑا ہر رشتہ اور ہر چیز سلامت رہے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو ہمیشہ ہر طرح کے شر اور نقصان سے محفوظ رکھے۔ اس سے بڑھ کر خیر خواہی کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ اسی لئے قرآن کریم نے اسلامی سلام کو 'تحیّہ' یعنی انمول تحفہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے ''امن وسلامتی'' کا حصول ۔۔۔اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ کیا ہو سکتا ہے؟

قرآن شریف کہتا ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کا تحفہ دے تو دوسرے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ بھی کم از کم اسی تحفہ کو لوٹا دے، یعنی جواباً 'وعلیکم السلام" (اور آپ سب پر بھی اللہ کی سلامتی ہو!) کہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس تحفہ سے بڑھکر تحفہ لوٹایا جائے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سلام کا جواب دینے والا اس پر "و رحمة الله وبركاتهٗ " (اور اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور اس کی خصوصی برکات کا بھی تم پر نزول ہو) کا اضافہ کرے۔ ویسے بھی "السلام علیکم " کے مقابل "وعلیکم السلام" بڑھ کر ہی ہے۔ کیونکہ 'علیکم' کا لفظ 'السلام' سے پہلے آ جانے سے جملے کے معنی میں اور زیادہ تاکید اور زور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور "و رحمة الله وبركاتهٗ " کا اضافہ جوابِ سلام کی کامل طور پر تکمیل کر دیتا ہے۔ بقول مولانا ودیارتھی مرحوم سلام میں یہ کمال اس لئے آیا ہے تا کہ مسلمان ایک دوسرے کے دل وجان سے ہمدرد و بہی خواہ بن جائیں۔ اسی امر کے پیشِ نظر قرآن پاک تمام مسلمانوں کو یہ تاکیدی حکم دیتا ہے : ''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا''(۴ : ۹۴)۔ یعنی جو شخص تم کو سلامتی کی دُعا یعنی سلام کرتا ہو، اس کی نسبت ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ وہ تمہارا دینی بھائی یعنی خیر خواہ نہیں۔ اس طرح قرآن کریم نے سلام ('السلام علیکم') کو مسلمان ہونے کی کھلی اور نمایاں علامت بنا دیا ہے۔ یعنی جب بھی کوئی مسلمان سامنے والے مسلمان کو 'السلام علیکم' کہہ کر سلام کا تحفہ پیش کرے، تو سامنے والا اُسے مسلمان تسلیم کر کے کم از کم 'وعلیکم السلام' کا تحفہ یا پھر اس کے ساتھ "ورحمة الله وبركاتهٗ " کا ایزادی تحیّہ بھی لوٹا دے۔

اسلام کا سلام تمام انبیاء کا سلام ہے

مذاہب عالم کے مسلمہ اور یگانہ روزگار اسکالر علامہ عبدالحق ودیارتھی مرحوم لکھتے ہیں :

''کتاب پیدائش میں ہے کہ جب حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں سے ملے تو آپ نے ان کو کہا : "اشلوم لیکم " (۴۳:۲۳)۔ ''سلام ہو تم پر۔'' حضرت داؤدؑ کا سلام نابال کو یہ ہے : "داتاہ شلوم دبیتیج شلوم وكل الشريخ شلوم'' (اسموئیل ۲۵:۶)۔ ''تم دونوں پر سلام، تیرے گھر پر سلام اور تیرے سب لوگوں پر سلام۔'' فرشتہ حضرت داؤد کو کہتا ہے : "شلوم لیخ وشلوم لعزوخ'' (تواریخ اول ۱۲:۱۸)۔ ''تجھ پر سلام تیرے انصار پر سلام۔'' خدا کے فرستادہ دانیال نبیؑ کو کہا : "شلوم لیخ " ۔ تجھ پر سلام ہو۔

مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو کہا کہ جس گھر میں داخل ہو ''پہلے کہو : سلام ہو تم پر۔''(لوقا ۱۰:۱۵)۔ مسیح خود ان کے درمیان کھڑا ہوا اور کہا : ''تم پر سلام ہو۔''(لوقا ۲۴:۳۶) ۔ یوحنا انجیل نویس بھی لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کو ''السلام علیکم ''۔ تم سب پر سلام ہو کہا کرتے تھے۔'' (دیکھو ۲۰:۱۹؛

۲۱:۲۱ و ۲۶)۔حضرت ابراہیمؑ کے پاس خدا کے فرستادہ آئے اور کہا : ''تجھ پر سلام۔'' حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا : ''اے اجنبی لوگو! تم پر سلام ہو۔قرآن مجید کا حکم ہے :اے مومنو! کسی کے گھر بغیر اجازت داخل نہ ہو۔اور نہ جب تک گھر والوں پر سلام کہہ لو۔پھر فرمایا : '' وَاِذَاجَـآءَكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ '' (الانعام ۶ :۵۴)۔ اور (اے نبیؐ) جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لا چکے ہوں تو کہو : 'السلام علیکم '۔تم پر سلامتی ہو۔''

(اشاعت الحق سرینگر۔ستمبر ۱۹۷۶ء۔ص ۱۹)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

کہا گیا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان فرد واحد ہوتے ہوئے بھی سامنے والے کو ''السلام علیکم''۔یعنی ''تم سب پر سلامتی ہو'' کہتا ہے ''السلام علیک''۔''تجھ پر سلامتی ہو''۔نہیں کہتا۔اس کا ایک جواب یہی ہے کہ اسلام انفرادیت کے مقابل اجتماعیت کو فوقیت دیتا ہے۔علاوہ ازیں اس میں نکتہ یہ بھی ہے کہ سلام کرنے والا سامنے والے کے تمام لواحقین اور اعزا کے ساتھ ساتھ اس کی جملہ نیک سعی و کوششوں نیز حالات کی سازگاری کا بھی خواہستگار ہوتا ہے۔اسی لئے حدیث میں حکم ہے کہ ''سلام کو پھیلاؤ'' ۔''ہر آنے جانے والے مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرے''۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہارے بیچ اخوت و محبت کو فروغ ملے گا۔کیا خبر کب کسی کی دُعا واقعی اللہ کے حضور شرف قبولیت پا جائے۔

سلام سے متعلق کچھ اور احکام یہ ہیں : (۱) چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔(۲) باہر سے آنے والا اندر والوں کو سلام کرے۔(۳) آنے جانے والا ہر مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرے، چاہے وہ اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔(۴) چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔(۵) کھڑا آدمی بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔